OPEN ACCESS
Al-Qamar
ISSN (Online): 2664-4398
ISSN (Print): 2664-438X
www.alqamarjournal.com

اقبالؒ اور اکبرؒ کی اردو شاعری میں قرآنی احکام، تلمیحات اور اثرات کا تحقیقی جائزہ

A Comparative Study of Qur'anic Commandments, Allusions, and Influences in the Urdu Poetry of Iqbal and Akbar

Muhammad Tahir Akbar

Doctoral Candidate, Department of Quranic Studies, IUB

Prof. Dr. Zia ur Rehman

Chairman, Department of Qur'anic studies, IUB

Abstract

Akbar Ilahabadi is one of Iqbal's elder contemporaries. Dr, Sir Muhammad Iqbal used to call Akbar Ilahabadi as his Leader (Pir & Murshid). He went to Ilahabad three times to meet Akbar Ilahabadi. There are significant differences in the style & art of the two poets, but their theory of thinking & views is almost identical. Akbar's poetry is graceful, humorous & simple. He used lot of English words in his poetry. While Iqbal's poetry is serious & wise, Except for the poetry which is known as Akbari Iqbal. Both poets made poetry a source for the awakening & revival of Islam in the Muslim Ummah. Qur'anic verses, Talmihat (Qur'anic allusions) & influences abound in the poetry of both poets. The Qur'anic influences in the poetry of both poets can be described in the light of the Mohkam verses of the Holy Qur'an. Urdu poetry of both poets is very influential & popular. A study of their poetry reveals that both poets had a special attachment to the Qur'anic sciences.

CC BY

Both poets did not consider English culture to be better for the Muslims of the Subcontinent. Both advised the Muslims to pursue education & adopt Islamic values. Undoubtedly, both scholars had a profound effect on the Muslim Ummah. The following article examines the Qur'anic influences on the poetry of both poets.
Key Words: Akbar, Iqbal, Ilahabadi, Poetry, Qur'anic Verses

تمہید

قرآن کریم کی تعلیمات و احکامات کی نشر واشاعت میں شعرائے کرام نے بھی اپنا کردار ادا کیا۔ خاص طور پر عربی، فارسی، اردو اور برصغیر کی دیگر مقامی زبانوں کے شعراء نے اس حوالہ قابل قدر خدمات سرانجام دیں۔ علامہ محمد اقبالؒ کی شاعری پر قرآنی اثرات کے حوالہ سے ڈاکٹر غلام مصطفٰے[1] نے تجزیاتی تحقیق کی جن کی کتاب[2] معروف ہے۔ زیر نظر مضمون میں اقبالؒ اور ان کے بزرگ معاصر "اکبر الہ آبادی" جنہیں اقبالؒ خط و کتابت میں اپنا پیر و مرشد بھی کہتے تھے کی شاعری میں قرآنی احکام، تلمیحات اور اثرات کا جائزہ لینے کے علاوہ دونوں شعراء کے آپس کے تعلقات اور اس زمانہ کے کچھ احوال بھی بیان کیے گئے ہیں۔ جس سے یہ سمجھنے میں مدد ملتی ہے کہ جنگ آزادی کے بعد برصغیر میں نشاۃ ثانیہ کی تحریک میں علمائے کرام، سیاستدانوں اور دیگر شعبہ زندگی سے تعلق رکھنے والوں کے علاوہ شعراء اور ادیبوں نے بھی بھرپور کردار ادا کیا۔

دین اسلام میں شاعری کا مقام

قرآن کریم میں جہاں برے شعراء کو عذاب الٰہی سے ڈرایا گیا ہے، وہاں اچھے شعراء کی حوصلہ افزائی بھی کی گئی ہے۔ ایسے شعراء جو دین سے دور ہیں، ان کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے!"والشعراء یتبعهم الغاون۔الم تر انهم فی کل وادٍیهیمون۔وانهم یقولون ما لا یفعلون۔"[3]"اگر (بھٹکے ہوئے) شعراء کی بات کی جائے تو ان کے پیچھے بہکے ہوئے لوگ ہی چلا کرتے ہیں۔ کیا تم دیکھتے نہیں کہ وادیوں میں بھٹکتے پھرتے ہیں اور ایسی باتیں کہتے ہیں جن پر خود عمل پیرا نہیں ہوتے۔" دوسری آیت میں اچھے شعراء کی تعریف کی گئی ہے!"الا الذین آمنو و عملو الصالحات وذکرو الله کثیرا وانتصرو امن بعد ما ظلمو وسیعلم الذین ظلمو ائی منقلب ینقلبون۔"[4]" مگر جو (شعراء) ایمان لائے اور اچھے کام کرتے رہے اور اللہ کا ذکر کرتے رہے اور اپنے اوپر ہونے والے ظلم کا بدلہ لیا، اور ظالم لوگ بہت جلد جان لیں گے کہ کون سی جگہ لوٹ کر جاتے ہیں۔" سورہ شعراء کی ان آیات سے علم ہوتا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے جہاں بھٹکے ہوئے شعراء کی حوصلہ شکنی کی ہے وہاں اچھے شعراء کی تعریف بھی کی گئی ہے۔ صحیح مسلم میں حضرت عمرو بن شریدؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں!

"ردفت رسول الله ﷺ یوما فقال هل معک من شعر امیه بن ابی صلت شیی قلت نعم، قال هیه فانشدته بیتا فقال هیه ثم انشدته بیتا فقال هیه حتی انشدته مائة بیت۔"[5]

ایک دن میں اللہ کے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے سواری پر تھا تو آپ نے فرمایا! تجھے امیہ بن ابی صلت کے کچھ اشعار آتے ہیں؟ میں نے جواب دیا کہ جی ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا! سناؤ۔ میں نے کچھ سنائے۔ آپ نے دوبارہ فرمایا! اور سناؤ۔ یہاں تک کہ میں نے قریبا سو اشعار سنائے۔

عہد نبوی ﷺ کی اسلامی شاعری

عرب کی پوری آبادی کو زبان دانی کا ذوق تھا اور ان کے ہاں شاعری کو امتیازی حیثیت حاصل تھی۔ نبی کریم ﷺ اچھے اشعار کی کھل کر تعریف فرماتے اور انعامات و ہدایا سے بھی نوازتے لیکن اشعار میں فحش گوئی اور برائی اسلام کی نظر میں انتہائی مذموم ہے۔ کتبِ تاریخ میں ڈیڑھ سو کے قریب صحابہ کرامؓ اور صحابیاتؓ کے اشعار اور کلام ملتے ہیں جن میں عشرہ مبشرہ، ازواج مطہرات اور اہل بیت بھی شامل ہیں۔ عہد رسالت مآب میں شاعری کے حوالہ سے حضرت حسان بن ثابتؓ خزرجی، حضرت کعب بن مالکؓ خزرجی اور حضرت عبداللہ بن رواحہ ؓ خزرجی کو بہت شہرت حاصل ہوئی۔ اسلامی شعر کی عمدگی نے اسلام کو پھیلانے اور مشرکین کو رسوا اور سر تسلیم خم کرانے میں نہایت اہم کردار ادا کیا، تمیم کا وفد رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو حضرت حسان بن ثابتؓ کی شاعری اور زبان دانی کی وجہ سے پورا کا پورا وفد اسلام کے دائرے میں داخل ہو گیا، اسی طرح غزوہ طائف کے موقع پر حضرت کعب بن مالکؓ کے چند اشعار قبیلہ دوس کے اسلام کا سبب بنے۔

جامع ترمذی اور ابو داؤد میں حضرت عائشہ سے روایت ہے!

"كان رسول الله ﷺ يضع اللحسان منبرا فى المسجد، فيقوم عليه يهجو من قال فى رسول الله ﷺ، فقال رسول الله ﷺ، ان روح القدس مع حسان مانافح۔[6]"

"نبی کریم ﷺ حضرت حسان بن ثابتؓ کے لئے مسجد میں منبر رکھا کرتے تھے۔ جس پر وہ کھڑے ہو کر نبی کریم ﷺ کی ہجو کرنے والوں کو جواب دیا کرتے تھے اور رسول اللہ ﷺ فرماتے، بے شک روح القدس (حضرت جبرئیل علیہ السلام) حسان کے ساتھ ہیں جب تک وہ رسول اللہ ﷺ کا دفاع کرتے ہیں۔"

اردو شاعری پر قرآنی اثرات

قدیم اردو (ریختہ) کی ترویج و اشاعت میں صوفی بزرگ حضرت امیر خسروؒ[7] (م 1325ء) نے نہایت اہم کردار ادا کیا جس کا اعتراف میر تقی میر (م 1810ء) نے "نکات الشعراء" میں بھی کیا۔ قدیم اردو (ریختہ) کی ترویج و اشاعت میں صوفی بزرگ سید محمد حسینی بندہ نواز گیسو دراز[8] (م 1422ء) کا کردار بھی نہایت نمایاں ہے۔ اردو نثر کے علاوہ آپ کا صوفی کلام اور نعتیں بھی مقبول ہوئیں۔ ہم کہہ سکتے ہیں کہ اردو زبان کی ترویج و اشاعت میں برصغیر کے صوفی بزرگوں کے صوفیانہ کلام، نعتوں اور نثر نے بنیادی کردار ادا کیا۔ اس لیے اردو شاعری میں شروع ہی سے تصوف اور قرآنی اثرات موجود ہیں۔ 1857ء کی جنگ آزادی کے بعد برصغیر میں تحریک علی گڑھ، مدرسہ دیوبند، تحریک سلفی، تحریک بریلویہ جیسی بہت سی اسلامی احیاء کی تحریکات شروع ہوئیں۔ جن کے اثرات اردو شاعری پر بھی مرتب ہوئے۔ سید محمد محسن کاکورویؒ (م 1905ء)، مولانا الطاف حسین حالیؒ (م 1914ء)، مولانا شبلی نعمانیؒ (م 1914ء)، اکبر الہ آبادیؒ (1921ء)، امام احمد رضا خاں بریلویؒ (م 1921ء)، علامہ محمد اقبالؒ (م 1938ء)، مولانا حسرت موہانیؒ (م 1951ء)، مولانا ظفر علی خانؒ (م 1956ء) اور دیگر شعراء نے اپنی شاعری کو احیائے

اسلام، اللہ اور رسول اللہ ﷺ سے محبت اور اصلاح معاشرہ کا ذریعہ بنایا جن کی شاعری میں قرآنی آیات، تلمیحات اور اثرات دیکھے جاسکتے ہیں۔

اقبال اور اکبر الہ آبادی کا تعلق

"ملت بیضاء پر ایک عمرانی نظر[9]" میں علامہ اقبالؒ لکھتے ہیں! جناب مولانا اکبر الہ آبادی، جنہیں موزوں طور پر "لسان العصر" کا خطاب دیا گیا ہے، اپنے بذلہ سنجانہ پیرائے میں ان قوتوں کی ماہیت کے احساس کو چھپائے ہوئے ہیں، جو آج کل کے مسلمانوں پر اپنا عمل کر رہی ہیں۔ ان کے کلام کے ظریفانہ لہجے پر نہ جایئے۔ ان کے شباب آور قہقہے ان کے آنسوؤں کے پردہ دار ہیں۔ وہ اپنے نہاں خانہ صنعت میں اس وقت تک آپ کو داخل ہونے کی اجازت نہیں دیتے جب تک آپ ان کو مال خریدنے کے لیے ذوق سلیم کے دام اپنی جیب میں ڈال کر نہ آئیں۔ اکبر اللہ آبادی سے علامہ اقبالؒ کا قلبی تعلق تھا۔ وہ عمر اور تجربے میں اقبالؒ سے بڑے اور شاعری میں ان کے پیش رو تھے۔ اقبالؒ ان کو اپنا پیر و مرشد اور راہبر قرار دیتے تھے۔ اکبر نے بھی اپنے خطوط میں اقبالؒ کو اپنا روحانی دوست کہا ہے[10]۔16 اکتوبر 1911ء کے ایک خط میں اقبالؒ لکھتے ہیں کہ کل ظفر علی خاں صاحب سے سنا تھا کہ جناب (اکبر الہ آبادی) کو چوٹ آگئی۔ اسی وقت سے میرا دل بے قرار تھا اور میں عریضہ خدمت عالی میں (خط) لکھنے کو تھا کہ آج جناب کا محبت نامہ (خط) ملا۔ دست بدعا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اس تکلیف کو رفع کرے اور آپ کو دیر تک زندہ رکھے تاکہ ہندوستان کے مسلمان اس قلب کی گرمی سے متاثر ہوں جو خدا نے آپ کے سینے میں رکھا ہے۔ میں تو آپ کو اسی نگاہ سے دیکھتا ہوں جس نگاہ سے کوئی مرید اپنے پیر کو دیکھے اور وہی محبت و عقیدت رکھتا ہوں[11]۔ جنوری 1913ء میں اقبالؒ اور اکبرؒ کی پہلی ملاقات ہوئی جس کا احوال اکبرؒ اپنے ایک خط میں اس طرح کرتے ہیں! ڈاکٹر صاحب نے بڑی زحمت اٹھائی۔ صرف مجھے ملنے کو الہ آباد تشریف لائے تھے۔[12] 29 فروری 1920ء تیسری ملاقات کا احوال اکبر ایک خط میں لکھتے ہیں! 29 فروری کو ڈاکٹر صاحب مجھ سے ملنے کو اس طرف سے گزرے، تین دن رہے، ان میں مَیں نے بہت پولیٹیکل نشاط پایا۔ دنیا بہ امید قائم۔[13] 17 مارچ 1920ء کے ایک خط میں اقبال لکھتے ہیں! میں اپنے آپ کو خوش نصیب جانتا ہوں کہ آپ سے ملاقات ہو گئی اور دو روز لطف صحبت رہا۔[14]

اکبر الہ آبادی کی روحانی تربیت سے فائدہ اٹھا کر 1914ء میں اقبالؒ نے انجمن حمایت اسلام لاہور کے انیسویں سالانہ اجلاس میں چند ظریفانہ قطعات پڑھے جو "اکبری اقبال" کے نام سے شائع ہوئے۔ ان میں چند بانگ درا میں شامل ہیں باقی ترک کر دیئے گئے[15]۔ 9 نومبر 1914ء کو اقبال کی والدہ ماجدہ فوت ہوئیں تو اکبر الہ آبادی نے اقبالؒ کی "والدہ مرحومہ کی یاد میں" کے عنوان سے ایک پر درد نظم لکھی، جن کا آغاز ان اشعار سے کیا۔

حضرت اقبالؒ میں جو خوبیاں پیدا ہوئیں
قوم کی نظریں جو ان کی طرز کی شیدا ہوئیں
یہ حق آگاہی، یہ خوش گوئی، یہ ذوق معرفت
یہ طریق دوستی، خودداری باتمکنت
اس کی شاہد ہیں کہ ان کے والدین ابرار تھے

باخدا تھے، اہل دل تھے، صاحب اسرار تھے

اور یہ قطعہ تاریخ وفات لکھاجو آج بھی مرحومہ کی لوح مزار پر کندہ ہے!

مادر مرحومہ اقبال رفت

سوئے جنت زین جہان بے ثبات

گفت اکبر بادل پر درد وغم

"رحلت مخدومہ "تاریخ وفات[16]

اکبر الہ آبادیؒ کی اردو شاعری میں قرآنی آیات، اثرات و تلمیحات

اکبر الہ آبادی کا اصل نام سید اکبر حسین رضوی تھا۔ آپ 16 نومبر 1846ء میں پیدا ہوئے۔ تعلیم حاصل کرنے کے بعد پہلے تحصیلدار بنے بعد ازاں وکالت کا امتحان پاس کر کے وکالت کی اور 1894ء میں جج کے عہدے پر فائز ہوئے۔ 1898ء میں خان بہادر کا لقب ملا۔ 1903ء میں ملازمت سے سبکدوش ہوئے۔ آپ کا انتقال الہ آباد میں 1921ء میں ہوا۔ آپ نے اپنی شاعری کے ذریعہ اصلاح معاشرہ کا بیڑا اٹھایا اور ظریفانہ رنگ اپنایا۔ آپ نے نہایت سادہ الفاظ میں شاعری کی اور لسان العصر کا لقب حاصل کیا۔ ذیل میں آپکی شاعری میں سے نمونہ کے طور پر کچھ ایسے منتخب اشعار کا تذکرہ کیا گیا ہے جن میں قرآنی آیات، تلمیحات اور اثرات موجودہیں۔ اس طرح کے دیگر بھی بہت سے اشعار آپکی شاعری میں موجودہیں۔

موسیٰ نے کوہ طور پر باتیں خدا سے کیں

رتبہ بشر کا دیکھیے ہوتا ہے کیا سے کیا[17]

قرآن کریم کی سورہ طہ آیت نمبر 9 تا 47 میں پورا واقعہ بیان ہوا ہے جب حضرت موسیٰ علیہ السلام جو ایک انسان اور اللہ کے رسول تھے، کوہ طور پر پہلی مرتبہ اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہوئے۔

جو وصف صاحب معراج ہے مد نظر اکبر

مری فکر رسا جاتی ہے اب عرش معلیٰ تک[18]

رسول اللہ ﷺ کی معراج کا واقعہ سورہ الاسریٰ کی آیت نمبر 1 اور سورہ نجم کی آیت نمبر 1 تا 18 میں تفصیل سے بیان ہوا ہے۔ جس سے علم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی معراج دراصل پوری انسانیت کے لیے شرف اور فخر ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ ایک انسان تھے۔ اقبالؒ نے بھی اس مضمون کو اس طرح بیان کیا کہ سبق ملا ہے یہ معراج مصطفیٰ سے مجھے کہ عالم بشریت کی زد میں ہے گردوں[19]

مقام شکر ہے غافل مصیبت دنیا

اسی بہانہ سے اللہ یاد آتا ہے[20]

سورہ النحل کی آیت نمبر 53 میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ جب تم پر مصیبت آتی ہے تو تم اللہ ہی سے فریادیں کرتے ہو۔ اسی طرح کے مضامین سورہ یونس کی آیت نمبر 12, 21, 22، سورہ الاسراء آیت نمبر 67,83,84 اور دیگر بہت سے مقامات پر بیان ہوئے ہیں۔ ایک اور قطعہ میں اکبر الہ آبادی کہتے ہیں کہ

مصیبت میں بھی یاد خدا آتی نہیں ان کو
دعا منہ سے نہ نکلی پاکٹ سے عرضیاں نکلیں
رسول اکرم کی ہسٹری کو پڑھو تو اول تا بہ آخر
وہ آپ ثابت کرے گی اپنا عظیم ہونا، عجیب ہونا[21]

رسول اللہ ﷺ کی حیات طیبہ غریبوں، امیروں، متوسط طبقہ کے افراد، مذہبی لوگ، سیاست دان، کاروباری افراد، ملازمت پیشہ، زمیندار، گلہ بان الغرض ہر ایک کے لیے کامل نمونہ ہے۔ ایک انسان کی حیات کا ہر ایک کے لیے کامل نمونہ ہونا عظیم بھی ہے اور عجیب بھی۔ قرآن کریم کی سورہ احزاب میں آپ ﷺ کی حیات طیبہ کو ہر ایک کے لیے کامل نمونہ قرار دیا گیا ہے، فرمان ہے!

لَقَد کَانَ لَکُم فِی رَسُول ِ اللہِ اُسوۃ حَسَنَہ۔[22]

اس میں کوئی شک نہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی تمہارے لیے بہترین نمونہ ہے۔

تعلیم مذہبی کا خلاصہ یہی تو ہے
سب مل گیا اسے جسے اللہ مل گیا[23]

"اِنَّ الدینَ عِندَ اللہِ الاِسلام۔[24]" بے شک اللہ کے نزدیک دین تو اسلام ہی ہے۔ "یَا اَیُھا الذینَ آمنُوا اٰمِنُو باللہِ وَ رَسُولِہ وَ الکِتابِ الذِی نَزّلَ عَلی رَسُولِہ۔[25]" اے ایمان والو! اللہ اور رسول ﷺ پر ایمان لاؤ اور اس کتاب پر جو اس نے اپنے رسول ﷺ پر نازل فرمائی ہے۔

درد نے جا اس میں کی اک سوز پنہاں ہو گیا
للہ الحمد اب مرا دل بھی مسلماں ہو گیا[26]

"قَالَتِ الاَعرابُ آمَنّا، قُل لَم تُومِنُو وَلٰکِنَّ قُولُو اَسلَمنا وَلَمّا یَدخُلِ الایمانُ فِی قُلوبِکُم۔[27]" دیہاتی کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے۔ کہہ دو کہ ابھی تم ایمان والے نہیں (بلکہ یوں) کہو کہ ہم اسلام لائے ہیں اور ایمان تو ابھی تک تمہارے دلوں میں داخل ہی نہیں ہوا ہے۔

ہر گز اس انجمن کو نہ سمجھو ممد قوم
خالی ملے جو ذکر خدا اور رسول ﷺ سے ۲۶۹

قرآن کریم میں بہت سے مقامات پر ذکر الٰہی کے احکامات دیئے گئے ہیں جیسا کہ سورہ احزاب میں ہے!"یاَاَیُّھا الذِینَ آمَنُو اذکُرو اللہَ ذِکرا کَثیرا، وَسَبَّحوہُ بُکرَۃ وَ اَصیلا۔[28]" اے ایمان والو! تم اللہ کا کثرت سے ذکر کیا کرو اور صبح شام اس کی تسبیح کیا کرو۔

آسرا سب کا چھوڑ دے اکبر
و تبتل الیہ تبتیلا[29]

ارشاد باری تعالیٰ ہے!"وَاذکُرِ اسمَ رَبِّکَ وَ تَبَتَّل اِلَیہِ تَبتیلا۔[30]" اور بس اپنے رب کا ہی نام پڑھتے جائو اور ہر طرف سے الگ ہو کر اسی سے لو لگائو۔

جلوہ ارض و سما دکھلا کے ہے نیچر بھی چپ
لا الہ اور قل ھو اللہ کہہ کے پیغمبر بھی چپ

تمام نبیوں اور رسولوں نے توحید کی دعوت دی ہے۔ قرآن کریم کی بہت سی آیات میں بھی زمین و آسمان کی نشانیاں دکھا کر قرآن کریم کی متعدد آیات میں یہ مضمون بیان ہوا ہے، مثال کے طور پر وَمِن آیٰتِہ خَلقُ السَّمٰوٰتِ وَالارضِ وَاختِلافُ السِنَتِکُم وَاَلوَانِکُم، اِنَّ فِی ذٰلِکَ لَاٰیٰت لِلعٰلَمِین[31]۔ اور آسمان وزمین کی پیدائش اور تمہاری زبانوں اور رنگوں کا اختلاف اس کی نشانیوں میں سے ہے، بے شک اس میں علم والوں کے لئے نشانیاں ہیں۔

لا مذہبی سے ہو نہیں سکتی فلاح قوم
ہرگز گزر سکیں گے نہ ان منزلوں سے آپ[32]

حضرت آدم سے قیامت تک انسانوں کی فلاح کا راستہ صرف اور اسلام ہے قرآن کریم میں واضح ہے کہ دین تو بس اسلام ہی ہے۔ اسلام کے علاوہ کوئی اور دین اور طریق فلاح کا ذریعہ نہیں ہے۔ قرآن کریم میں ہے!

اَلیَومَ اَکمَلتُ لَکُم دِینَکُم وَ اَتمَمتُ عَلَیکُم نِعمَتِی وَرَضِیتُ لَکُم الاِسلامَ دِینا۔[33]

آج میں پورا کر چکا ہوں تمہارے لئے دین تمہارا اور پورا کیا تم پر میں نے احسان اپنا اور پسند کیا، میں نے تمہارے لیے اسلام کو دین۔

طلب مدد کی نہیں ان سے جو ہیں خود محتاج
طلب مدد کی ہے بالصبر والصلواۃ اے دوست[34]

وَاستَعِنُوا بِالصَّبرِ وَالصَّلٰوۃِ، وَاِنَّھَا لَکَبِیرَۃ اِلَّا عَلَی الخٰشِعِین[35]۔ اور صبر اور نماز سے مدد حاصل کرو، اور اس میں شک نہیں کہ یہ مشکل کام ہے لیکن اللہ سے ڈرنے والوں کے لئے مشکل نہیں ہے۔

ہو علم اگر نصیب تعلیم بھی کر
دولت جو ملے تو اس کو تقسیم بھی کر[36]

قرآن کریم اور احادیث رسول ﷺ میں متعدد مقامات پر علم سیکھنے اور سکھانے کی فضیلت بیان ہوئی ہے اور اسی طرح متعدد مقامات پر نفاق فی سبیل اللہ کے احکامات بیان ہوئے ہیں جیسا کہ سورہ بقرہ کی ابتداء میں متقین کی ایک صفت یہ بھی بیان کی گئی کہ "اَلَّذِینَ یُومِنُونَ بِالغَیب وَیُقیمُونَ الصَّلٰواۃَ وَمِمَّا رَزَقنٰھُم یُنفِقُوُن[37]۔" (متقین) وہ ہیں جو غیب پر ایمان لاتے ہیں، صلٰواۃ قائم کرتے ہیں اور جو ہم نے انہیں رزق دیا ہے، اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔

سیکھوں ہر علم و فن مگر فرض ہے یہ
ہر حال میں رکھوں اپنے ماں باپ کو خوش[38]

قرآن کریم میں متعدد مقامات پر والدین کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا گیا ہے جیسا کہ سورہ اسراء میں ہے "وَقَضیٰ رَبُّکَ اَلّا تَعبُدُ اِلّا اِیّاہ وَ بِالوالِدَینِ اِحسانَا، اِمّا یَبلُغَنَّ عِندَکَ الکِبَرَ اَحَدُھُمَا اَو کِکُھُمَا فَلَا تَقُل لَّھُما اُف وَلا تُنھَر ھُما وَقُل لَّھُما اُف وَلا تَنھَر ھُما وقُل لّھُما قُولا کَرِیما۔ "اور یہ تیرے رب کا فیصلہ ہے کہ تم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ اگر تمہارے والدین میں سے کوئی ایک یا دونوں بوڑھے ہو جائیں تو انہیں اف تک نہ کہو، نہ انہیں جھڑکو بلکہ انکے ساتھ احترام سے بات کرو۔

دنیا نے دین کو بھلا رکھا ہے
غفلت کی نیند میں سلا رکھا ہے
اس دور میں خوش نصیب وہ ہے اکبر
جس نے قرآن کو کھلا رکھا ہے[39]

ان اشعار میں اکبر الہ آبادی انسانوں کو قرآن کریم کی جانب متوجہ کرتے نظر آرہے ہیں۔

ہیں وعدہ خالق دو عالم
قرآن سچا رسول اکرم سچے
اے منکر دیں قیامت آنی ہے ضرور
کہہ دیں گے وہاں کہ دیکھ لے ہم سچے[40]

جو لوگ قیامت، آخرت اور جزا و سزا کے انکاری ہیں۔ قرآن میں ان سے مخاصمہ کیا گیا ہے۔ اکبر کی شاعری میں بھی وہی قرآنی اثرات موجود ہیں جیسے سورہ الملک میں ہے!"تَکادُ تَمَیَّزُ مِنَ الغیظ، کُلَّما اُلقِیَ فِیھا فَوج سَاَلَھُم خَزَنَتُھا اَلَم یَاتِکُم نَذیر، قَالو بَلیٰ قَد جا ءَنا نَذیر، فَکَذَّبنَا وَ قُلنا مَا نَزَّلَ اللہُ مِن شَی ء اِن اَنتُم اِلّا فِی ضَلٰل کَبیر[41]۔"(جہنم) شدید غصہ سے دہک رہی ہوگی۔ ہر مرتبہ جب بھی کوئی اس میں ڈالا جائے گا تو جہنم کے کارندے ان لوگوں سے سوال کریں گے! کیا تم لوگوں کے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تھا؟ وہ جواب میں کہیں گے، ہاں! ڈرانے والا ہمارے پاس آیا تھا مگر ہم نے اسے جھوٹا کہا اور کہا کہ اللہ نے کچھ بھی نازل نہیں کیا، البتہ تم گمراہی میں پڑے ہوئے ہو۔ مولانا ظفر علی خان کی فرمائش پر 1907ء میں نیشنل اینتھم[42](قومی ترانہ) لکھا، جس کے ابتدائی اشعار میں قرآن کی جانب متوجہ کرتے ہیں!

جو دل کرتے ہیں حق کی پاسبانی
خدا کا ان پہ ہے لطف نہانی
سمجھتے ہیں جو قرآں کے معانی
سنا ہے میں نے یہ ان کی زبانی
معانی قرآن کا لو کچھ مزا
پڑھو لو یضر و کم لا اذی[43]

اس شعر میں اکبر مسلمانوں کو سورہ آل عمران کی مندرجہ ذیل آیت کی جانب متوجہ کرتے ہیں!"لَن یَّضُرُوکُم اِلَّا اَذی، وَاِن یُقاتِلوُ کُم یُوَلُّوکُمُ الاَدبَار ثُمَّ لا یُنصرُون[44]۔"یہ (ایمان نہ لانے والے) تمہارا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے، بس زیادہ سے زیادہ تمہیں کچھ پریشان کر سکتے ہیں، اگر یہ تم سے لڑائی کریں گے تو مقابلہ میں شکست کھائیں گے، پھر اس طرح بے بس ہوں گے کہ ان کو کہیں سے مدد نہ ملے گی۔

پوچھتے کیا ہو مسلمانوں کا حال
منتشر اجزا سب ان کے ہو گئے
معتصم کب ہیں یہ حبل اللہ سے
دیکھ لو جھاڑو سے تنکے ہو گئے[45]

ان اشعار میں اکبرؔ قرآن کریم کی آیت "وَاعتَصِمُوا بِحَبلِ اللہِ جَمِیعاً وَلاتَفَرَّقُوا"[46] کی جانب اشارہ کر رہے ہیں۔

من العلم قلیلا کو بھی دیکھو بعد او تیتم
نہ مانو گے تو اک دن بھائیو کھاؤ گے جوتی تم[47]

اس شعر میں قرآن کریم کی مندرجہ ذیل آیت کی جانب اشارہ کر رہے ہیں!"وَلاَ تُومِنوُ اِلّا لِمَن تَبِعَ دینَکُم، قُل اِنَّ الهُدیٰ هُدی اللهِ، اَن یُوتیٰ اَحَد مِّثلَ مَا اُوتیتُم اَو یُحاجُوکُم عِندَ رَبِّکُم ، قُل اِنَّ الفَضلَ بِیَدِ اللهِ یُوتِیهِ مَن یَّشاء و۔اللہُ وَاسِعٌ عَلِیم[48]۔"نیز یہ لوگ آپس میں کہتے ہیں کہ اپنے مذہب والے کے سوا کسی کی بات نہ مانو۔ اے نبی ﷺ ان سے کہہ دو کہ اصل میں ہدایت تو اللہ کی ہدایت ہے اور اسی کی دین ہے کہ کسی کو وہی کچھ دے دیا جائے جو کبھی تم کو دیا گیا تھا۔ یا یہ کہ دوسروں کو تمہارے رب کے حضور پیش کرنے کے لئے تمہارے خلاف قوی حجت مل جائے۔ اے نبی ﷺ ان سے کہو کہ فضل و شرف اللہ کے اختیار میں ہے، جسے چاہے عطا کرے وہ وسیع النظر ہے اور سب کچھ جانتا ہے۔

ڈریں نہ حشر کی گرمی سے عاشقان رسول ﷺ
لگے گی پیاس تو کوثر کا جام آئے گا
رہے گا خوان فلک پر ضرر سے وہ محفوظ
جسے خیال حلال و حرام آئے گا[49]

ان اشعار میں سورہ کوثر کی جانب اشارہ کیا گیا ہے۔ مفسرین کرام نے کوثر (خیر کثیر) سے مراد حوض کوثر بھی لیا ہے۔

حضرت کی نبوت میں ہو کس طرح مجھے شک
ہر ذرہ کو ہے ورد ورفعنا لک ذکرک
تھی شان جلالی کہ عدو رک گئے آخر
وہ نور تھا عالی کہ صنم جھک گئے آخر[50]

ان اشعار میں قرآن کریم کی سورہ الشرح کی آیت کی جانب اشارہ ہے۔

قول ملحد ہے کہ نیچر ہو گیا میرا معین

اور فلک کی ہے صدا "واللہ خیر الماکرین"
ہم خموشی سے تماشا دیکھتے ہیں دھر کا
دیکھنا ہے کون سچ کہتا ہے دنیا یا کہ دین [51]

اکبر متجددین کے عقائد کے سخت خلاف تھے انہوں نے سرسید احمد خان کے خلاف بھی سخت تنقید کی ہے۔ متجددین کے نیچری عقائد کے حوالے سے کہتے ہیں کہ وہ گمراہ ہیں جو صرف قوانین فطرت کو دیکھ رہے ہیں اور ایسے گمراہوں کو اللہ تعالیٰ ہدایت نہیں دیتا بلکہ بہت جلد ان کے غلط عقائد طشت ازبام ہوں گے، اس حوالہ سے وہ قرآن کریم کی آیت کی جانب اشارہ کرتے ہیں !"وَمَكَرُوا وَ مَكَرَ اللهُ، وَاللهُ خَيرُ المٰكرِين [52]۔"پھر بنی اسرائیل (حضرت عیسیٰؑ کے خلاف) خفیہ تدبیریں بنانے لگے، جس کے جواب میں اللہ نے بھی اپنی خفیہ تدبیر کی اور ایسی خفیہ تدبیروں میں اللہ تعالیٰ سب سے بڑھ کر ہے. طویل حمد کے چند اشعار مندرجہ ذیل ہیں جن میں قرآنی اثرات واضح نظر آتے ہیں۔

مسجد میں خدا خدا کیے جاؤ
مایوس نہ ہو دعا کیے جاؤ
ہرگز نہ قضا کرو نمازیں
مرتے مرتے ادا کیے جاؤ
سمجھو یہ وقت امتحاں ہے
ہوں بھی جو ستم وفا کیے جاؤ
کتنا ہی ہو وقت بے حجابی
تم پیروی حیا کیے جاؤ
امید شفا خدا سے رکھو
کیوں ترک کرو، دوا کیے جاؤ [53]

ایک اور طویل حمد کے چند اشعار ہیں جن میں قرآنی اثرات واضح ہیں!

خدا کا نام روشن ہے، خدا کا نام پیارا ہے
دلوں کو اس سے قوت زبانوں کو سہارا ہے
خدا ہی زمین و آسماں کا خالق و مالک ہے
اسی کی قدرت و صنعت نے عالم کو سنوارا ہے
اسی کے حکم سے ہے رات دن کی یہ کمی بیشی
اسی کے حکم کا تابع فلک پر ہر ستارہ ہے
اسی کے حکم سے پھل اور غلے کی ہے پیدائش
زمیں پر بدلیوں سے اس نے پانی کو اتارا ہے

کرو طاعت خدا کی بس وہی معبود برحق ہے
اسی کی شان یکتائی جہاں میں آشکارا ہے
اگر اعمال اچھے ہیں تو پاؤ گے بڑے درجے
سمجھ لو امتحاں اس دار فانی میں تمہارا ہے[54]

حصہ پنجم سے طویل حمد کے چند اشعار درج ذیل ہیں، جن میں قرآنی اثرات نمایاں ہیں۔

کیا جلوے ہیں اس کے پیش نظر، سبحان اللہ سبحان اللہ
یہ ارض وسما، یہ شمس و قمر، سبحان اللہ سبحان اللہ
ہر آن کا ہے اک رنگ نیا، ہر رنگ کی ہے ایک شان جدا
وحدت کا شجر کثرت کے ثمر، سبحان اللہ سبحان اللہ
یہ ابر رواں، یہ برق تپاں، یہ پرتو انجم نور فشاں
یہ پردہ شب یہ حسن سحر، سبحان اللہ سبحان اللہ[55]

یہ تو سچ ہے جی لگا کر چاہئے پڑھنا نماز
یہ بھی سن لو جی لگا کر سانس لینا چاہیئے
دیکھ من حبل الورید اور ہر نفس رکھ یاد حق
زندگی کو دست غفلت نہ دینا چاہئیے[56]

اکبر ان اشعار میں پیغام دیتے ہیں کہ ہر سانس کے ساتھ اور ہر لمحہ اللہ کو یاد کرنا چاہیئے۔ اس ضمن میں اللہ کی قربت کو بیان کرنے کے لئے قرآن کریم کی مندرجہ ذیل آیت کی جانب اشارہ کرتے ہیں!"وَنَحنُ اَقرَبُ اِلَیهِ مِن حَبلِ الوَرِید[57]۔"اور ہم اس کی رگ جان سے بھی زیادہ قریب ہیں۔

ہم حضرت عیسی کا ادب کرتے ہیں بے حد
لیکن انہیں اللہ کا بیٹا نہیں کہتے[58]

اکبر کا یہ شعر قرآن کریم کے عین مطابق ہے کہ جب نجاشی کے دربار میں حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ نے سورہ مریم کی آیات تلاوت کیں جن میں حضرت مریم اور حضرت عیسی علیہ السلام کی شان بیان کی گئی ہے تو نجاشی اور اس کے درباری نہایت متاثر ہوئے، عہد رسالت مآب ﷺ تا حال قرآن کریم میں حضرت عیسی علیہ السلام کی شان پڑھ کر اور سن کر ہمیشہ عیسائی متاثر رہے ہیں۔ البتہ یہ فرق نہایت واضح ہے کہ مسلمان حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا نہیں کہتے۔

علامہ محمد اقبالؒ کی اردو شاعری میں قرآنی آیات، اثرات و تلمیحات

علامہ محمد اقبالؒ 9 نومبر 1877ء کو سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ 1895ء میں سکاچ مشن کالج سیالکوٹ سے انٹر میڈیٹ، 1897ء میں گورنمنٹ کالج لاہور سے بی اے اور 1899ء میں گورنمنٹ کالج لاہور سے ایم اے فلسفہ کا امتحان پاس کیا۔ آپ 13 مئی 1899ء کو پنجاب یونیورسٹی میں بطور میکلوڈ عربک ریڈر مقرر ہوئے اور 3 جون 1903ء کو مستقل طور پر گورنمنٹ کالج

لاہور میں اسسٹنٹ پروفیسر مقرر ہوئے اور یہیں سے ستمبر 1905ء میں تین سال کی رخصت لے کر اعلیٰ تعلیم کے لیے انگلستان روانہ ہوئے۔ آپ نے کیمبرج یونیورسٹی سے بیچلر کی ڈگری حاصل کی۔ لنکنز ان لندن سے بار ایٹ لا کیا اور نومبر 1907ء میں میونخ یونیورسٹی جرمنی سے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ 1908ء میں وطن واپس آکر وکالت کے آزاد پیشے کو اپنایا۔ دوران تعلیم اور بعد ازاں بھی آپ نے اصلاح معاشرہ اور مسلم قوم کو جگانے کے لیے اردو اور فارسی میں شاعری کا ذریعہ اپنایا۔ آپ نے امت مسلمہ کو قرآن میں غوطہ زن ہونے کی دعوت دی۔

قرآن میں ہو غوطہ زن اے مرد مسلماں
اللہ کرے تجھ کو عطا جدت کردار[59]

نیز آپ قرآن کریم کی آیات کی مختلف قسم کی تاویلات کرنے کے بھی خلاف ہیں۔

احکام تیرے حق ہیں مگر اپنے مفسر
تاویل سے قرآں کو بنا سکتے ہیں پازند

ذیل میں آپکی اردو شاعری میں سے نمونہ کے طور پر کچھ ایسے منتخب اشعار کا تذکرہ کیا گیا ہے جن میں قرآنی آیات، تلمیحات اور اثرات موجود ہیں۔ اس طرح کے دیگر بھی بہت سے اشعار آپکی شاعری میں موجود ہیں، جس پر بہت سے لوگوں نے لکھا، اس حوالہ سے ڈاکٹر غلام مصطفیٰ کی کتاب "اقبال اور قرآن" بھی معروف ہے۔

نہیں ہے چیز نکمی کوئی زمانے میں
کوئی برا نہیں قدرت کے کارخانے میں[60]

اللہ تبارک وتعالیٰ نے کوئی بھی چیز بے کار اور بے فائدہ نہیں بنائی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے! هُوَالَّذِی خَلَقَ لَکُم مَا فِی الاَرضِ جَمِیعًا[61]۔ وہ اللہ ہے جس نے تمہارے لئے وہ سب کچھ پیدا کیا جو زمین میں ہے۔

تمنا درد دل کی ہو تو کر خدمت فقیروں کی
نہیں ملتا یہ گوہر بادشاہوں کے خزینوں میں[62]

بلاشبہ دنیاوی بادشاہوں کے خزانوں سے اس طرح کے انعامات نہیں مل سکتے جو والدین، بزرگوں، مخلوق کی خدمت جیسے نیک اعمال کرنے پر اللہ تبارک وتعالیٰ عطا فرماتے ہیں۔ بلاشبہ نیک لوگ ہی بہترین خلائق ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے! "اِنَّ الَّذِینَ آمنوُ وعَمِلُو الصّٰلحٰتِ اُولٰئکَ هُم خَیرُ البرِیَّه[63]۔" اس میں شک نہیں کہ جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کیے وہ بہترین مخلوق ہیں۔

اس قدر شوخ کہ اللہ سے بھی برہم ہے
تھا جو مسجود ملائک یہ وہی آدم ہے[64]

اس شعر میں سورہ بقرہ آیت نمبر 34 کی جانب اشارہ ہے جس میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ وہ حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کریں۔

تم ہو آپس میں غضبناک وہ آپس میں رحیم

تم خطا کار و خطا بیں، وہ خطا پوش و کریم[65]
ہو حلقہ یاراں تو بریشم کی طرح نرم
ہو رزم گاہ باطل تو فولاد ہے مومن

قرآن کریم میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی بہت سی صفات بیان ہوئی ہیں۔ سورہ فتح میں ارشاد باری تعالیٰ ہے!"مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۚ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّاۗءُ عَلَي الْكُفَّارِ رُحَمَاۗءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ۡ سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ۭ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ ۚ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ ڗ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْــــَٔهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰي سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ۭ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا[66]۔"محمد تو اللہ کے رسول ہیں، اور آپ کے ساتھی (صحابہ کرام) کفار پر سخت لیکن آپس میں رحم دل ہیں، تو انہیں دیکھے گا کہ نماز میں سجدے اور رکوع کر کے اللہ کا فضل اور اس کی خوشی تلاش کرتے ہیں، ان کی پہچان ان کے چہروں پر سجدہ کا نشان ہے، ان کی یہ پہچان تورات میں بھی ہے اور انجیل میں بھی یہی پہچان ہے۔

مسلمانوں کی مثال اس کھیتی کی سی ہے جو زمین سے سوئی کی مانند باریک نکلی، پھر موٹی ہوئی اور اپنے تنے پر کھڑی ہو کر کسانوں کو خوش کرنے لگی۔ یہ اس لیے ہے کہ اللہ کفار کو غصہ دلائے۔ اللہ نے ایمان والوں اور اچھے کام کرنے والوں کے لئے بخشش اور بڑے اجر کا وعدہ کر رکھا ہے۔ ایک اور شعر میں فرماتے ہیں!

ہو حلقہ یاراں تو بریشم کی طرح نرم
ہو رزم گاہ باطل تو فولاد ہے مومن
چشم اقوام یہ نظارا ابد تک دیکھے
رفعت شان رفعنا لک ذکرک دیکھے[67]

اس شعر میں سورہ الشرح کی آیت نمبر چار کی جانب اشارہ کیا گیا ہے۔

فرد قائم ربط ملت سے ہے تنہا کچھ نہیں
موج ہے دریا میں، بیرون دریا کچھ نہیں[68]

قرآن کریم میں متعدد مقامات پر مسلم امت کے اتفاق و اتحاد پر زور دیا گیا ہے اور فرقہ واریت سے بچنے کی تلقین کی گئی ہے، جیسے!"وَ اعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّ لَا تَفَرَّقُوْا[69]۔"اور تم سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی کے ساتھ پکڑے رکھو اور فرقہ فرقہ مت ہو جاو۔

کشتی مسکین و جان پاک و دیوار یتیم
علم موسیٰ بھی ہے تیرے سامنے حیرت فروش[70]

اس آیت میں سورہ کہف میں بیان کردہ حضرت موسیٰ علیہ السلام و حضرت خضر علیہ السلام کی جانب اشارہ کیا گیا ہے، یہ تلمیح ہے۔

آبتاؤں تجھ کو رمز آیہ ان الملوک

سلطنت اقوام غالب کی ہے اک جادوگری[71]

اس آیت میں سورہ نمل میں بیان کردہ حضرت سلیمان علیہ السلام اور چیونٹی کے اس واقعہ کی جانب اشارہ ہے جس میں چیونٹی بادشاہوں کے طریق کے بارے میں بات کرتی ہے۔

حکم حق ہے لیس الانسان الا ما سعیٰ

کھائے کیوں مزدور کی محنت کا پھل سرمایہ دار[72]

علامہ اقبالؒ پر سوشلسٹ یا کمیونسٹ ہونے کا الزام لگایا جاتا ہے کیونکہ علامہ اقبالؒ نے متعدد مقامات پر مزدوروں اور محنت کشوں کے حقوق کے لئے آواز بلند کی ہے۔ زیر نظر شعر میں اقبالؒ مزدوروں اور محنت کشوں کے حقوق کے حوالہ سے سورہ نجم کی آیت نمبر 62 پیش کی ہے کہ انسان کو اس کی محنت کا صلہ ضرور ملتا ہے۔

باغ بہشت سے مجھے حکم سفر دیا تھا کیوں

کار جہاں دراز ہے، اب میرا انتظار کر[73]

اس شعر میں قرآن کریم میں بیان کردہ قصہ آدم کی جانب اشارہ ہے جس میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے انسان کو زمین کا خلیفہ بنایا اور حضرت آدم علیہ السلام کو دنیا میں بھیجا۔

سبق ملا ہے یہ معراج مصطفیٰ سے مجھے

کہ عالم بشریت کی زد میں ہے گردوں[74]

اس شعر میں علامہ اقبالؒ قرآن کریم میں بیان کردہ واقعہ معراج سے یہ نتیجہ اخذ کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک انسان تھے اور آپ کا بطور انسان آسمانوں پر تشریف لے کر جانا پوری انسانیت کے لئے باعث فخر ہے۔

ارنی میں بھی کہہ رہا ہوں مگر

یہ حدیث کلیم و طور نہیں[75]

تھا ارنی گو کلیم، میں ارنی گو نہیں

اس کو تقاضا روا، تجھ پہ تقاضا حرام[76]

مندرجہ بالا اشعار میں علامہ محمد اقبالؒ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مقام و مرتبہ بیان کر رہے کہ جن کی درخواست پر اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنی پہاڑ پر اپنی تجلی ظاہر کی۔ قرآن میں ہے!"وَ لَمَّا جَآءَ مُوْسٰى لِمِیْقَاتِنَا وَ كَلَّمَهٗ رَبُّهٗۙ-قَالَ رَبِّ اَرِنِیْۤ اَنْظُرْ اِلَیْكَؕ-قَالَ لَنْ تَرٰىنِیْ وَ لٰكِنِ انْظُرْ اِلَى الْجَبَلِ فَاِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهٗ فَسَوْفَ تَرٰىنِیْۚ-فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّ خَرَّ مُوْسٰى صَعِقًاۚ-فَلَمَّاۤ اَفَاقَ قَالَ سُبْحٰنَكَ تُبْتُ اِلَیْكَ وَ اَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِیْنَ[77]."اور جب ہمارے وعدے کے مطابق موسیٰ (علیہ السلام) ہمارے پاس حاضر ہوا اور اس (موسیٰ علیہ السلام) کے رب نے اس سے کلام کیا، تو اس (حضرت موسیٰ علیہ السلام) نے دعا کی: اے میرے رب! مجھے اپنا دیدار کرا تا کہ میں تیری زیارت کروں۔ (اللہ نے) فرمایا: تو ہرگز مجھے نہ دیکھ سکے گا (کہ میری تجلی تو بڑے بڑے پہاڑ بھی برداشت نہیں کرسکتے)، اس پہاڑ کی جانب دیکھو، اگر یہ پہاڑ اپنی جگہ پر قائم

رہا تو عنقریب تو بھی مجھے دیکھ سکے گا اس کے بعد جب اس (موسیٰ علیہ السلام) کے رب نے پہاڑ پر اپنا نور ڈالا تو پاش پاش ہو گیا اور موسیٰ (علیہ السلام) بے ہوش ہو کر گر گئے پھر جب ہوش آیا تو بارگاہ خداوندی میں عرض کیا: (اے اللہ) تو پاک ہے، میں نے تیری طرف رجوع کیا اور میں سب سے پہلا مسلمان ہوں۔

رشی کے فاقوں سے ٹوٹا نہ برہمن کا طلسم
عصا نہ ہو تو کلیمی ہے کار بے بنیاد[78]

زیر نظر شعر میں اقبالؒ نے قرآن کریم میں بیان کردہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصاء کا ذکر کیا ہے جو اللہ تبارک و تعالیٰ نے انہیں بطور معجزہ عطا فرمایا تھا۔

شہادت ہے مطلوب و مقصود مومن
نہ مال غنیمت نہ کشور کشائی[79]

اس شعر میں علامہ اقبالؒ اس جانب اشارہ فرماتے ہیں کہ مومن تو راہ حق میں شہادت کے طلبگار ہوتے ہیں۔ وہ مال غنیمت یا کسی علاقے کے فتح کرنے کے لئے جنگ نہیں کرتے۔ قرآن کریم میں ہے۔"مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَنْ قَضَى نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلا[80] ۔"اہل ایمان میں کچھ ایسے مرد ہیں کہ انہوں نے جس بات (شہادت کی تمنا) کا اللہ سے عہد کیا تھا اسے سچ کر دکھلایا، یوں ان میں کچھ تو وہ ہیں جنھوں نے اپنا وعدہ پورا کر دیا اور ان میں بعض ایسے ہیں جو (اللہ کی راستے میں جان قربان کرنے) کا انتظار کر رہے ہیں اور ان کے عہد میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔

کھو دیئے انکار سے تو نے مقامات بلند
چشم یزداں میں فرشتوں کی رہی کیا آبرو[81]

اس شعر میں اقبالؒ قرآن میں مذکور واقعہ ابلیس کی جانب اشارہ فرماتے ہیں کہ ابلیس اگرچہ قوم جنات میں سے تھا لیکن چونکہ وہ فرشتوں کا سردار تھا۔ اس لیے اس کے انکار کی وجہ سے فرشتوں کو بھی شرمندہ ہونا پڑا۔ یہ تمام قصہ سورہ بقرہ سمیت قرآن کریم کی متعدد آیات میں بیان ہوا ہے۔

تقدیر کے قاضی کا یہ فتویٰ ہے ازل سے
ہے جرم ضعیفی کی سزا مرگ مفاجات[82]
آتجھ کو بتاؤں تقدیر امم کیا ہے
شمشیر و سناں اول، طاؤس و رباب آخر

یہ قانون فطرت ہے کہ جو قومیں میدان جنگ میں کمزور پڑ جاتی ہیں وہ اقتدار کھو بیٹھتی ہیں اور غلام بنالی جاتی ہیں یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم میں مسلمانوں کو دشمنوں کے مقابلہ میں ہمیشہ تیار رہنے اور جنگی تیاری کرتے رہنے کا حکم دیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے!"وَ اَعِدّو لَهُمْ مّا اسْتَطَعْتُم مّن رّبَاطِ الخَيلِ تُرهِبونَ بِه عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوّكُم وَآخَرينَ مِن دونِهِم، لَا تَعلَمونَهُم ، اللّٰه ، يَعْلَمُهُم، وَما تُنفِقوا مِن شَيٍ فِى سبيل اللّٰهِ يُوفَّ اِلَيكُم وَاَنتُم لَا تُظلِمون[83] ۔"اور (اے ایمان والو) ان (کفار) کے مقابلے کے لیے تم سے جتنا ہو سکے (ہتھیاروں اور آلات جنگ کی) تیاری کئے رکھو اور بندھے ہوئے

گھوڑے (بھی) اس (جنگی تیاری) سے تم اللہ کے دشمنوں اور اپنے دشمنوں کو ڈراتے رہو اور ان کے علاوہ دوسروں کو بھی جن (کی چھپی دشمنی) تم نہیں جانتے لیکن اللہ جانتا ہے، اور تم اللہ کی راہ میں جو کچھ (بھی) خرچ کروگے اس کا تمہیں پورا پورا اجر ملے گا اور تم سے ناانصافی نہ کی جائے گی۔

نظر اللہ پہ رکھتا ہے مسلمان غیور
موت کیا شے ہے فقط عالم معنی کا سفر [84]

مومن اس دنیا کو محض ایک گذر گاہ سمجھتا ہے اور آخرت کو منزل سمجھتا ہے کیونکہ اس دنیا کی کوئی حیثیت نہیں، ہمیشہ رہنے والی زندگی آخرت کی زندگی ہے۔ قرآن کریم میں ہے!"وَمَا ہٰذِہِ الْحَیَاۃُ الدُّنْیَا اِلَّا لَہْوٌ وَلَعِبٌ وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَۃَ لَہِیَ الْحَیَوَانُ لَوْ کَانُوا یَعْلَمُونَ [85] ۔"یہ دنیاوی زندگی سوائے کھیل اور تماشہ کے کچھ نہیں ہے البتہ آخرت کی زندگی، حقیقی زندگی ہے۔ کاش یہ بات تم جانتے ہوتے ۔

بے محنت پیہم کوئی جوہر نہیں کھلتا
روشن شرر تیشہ سے ہے خانہ فرہاد [86]

قرآن کریم میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے بھی عمل اور محنت کی تلقین کی ہے۔ سورہ نجم کی آیت نمبر 62 میں ہے کہ لیس الانسان الا ما سعی کہ انسان کو وہی ملتا ہے جس کی وہ کوشش کرتا ہے۔

اس سے بڑھ کر اور کیا فکر و عمل کا انقلاب
پادشاہوں کی نہیں، اللہ کی ہے یہ زمیں

اس آیت میں علامہ محمد اقبالؒ نے قرآن کریم کا فلسفہ پیش کیا ہے کہ حقیقی بادشاہ اللہ تبارک و تعالیٰ ہیں اور اللہ جسے چاہیں بادشاہت عطا کردیں۔ فَتَعٰلَی اللّٰہُ المَلِکُ الحَقُ [87]۔ پس وہ اللہ ہی بالا و برتر ہے، جو بادشاہ حقیقی ہے۔"قُلِ اللّٰھُمَّ مٰلِکَ المُلک تُوتِی المُلکَ مَن تَشاءُ وَ تَنزِعُ المُلکَ مِمن تَشاء، وَتُعزُّ مَن تَشاءُ وَ تُذلُّ مَن تَشاء، بِیَدِکَ الخیر، اِنکَ علٰی کُل شئ قَدِیر [88] ۔"کہ دو!اے اللہ آپ مالک الملک ہیں، جسے چاہیں حکومت دیں اور جس سے چاہیں چھین لیں، جسے چاہیں عزت دیں اور جسے چاہیں ذلیل کردیں، تمام اچھائیاں آپ کے ہی اختیار میں ہیں، بے شک آپ ہر چیز پر قادر ہیں۔

خلاصۂ بحث

لسان العصر اکبر الہ آبادیؒ، اقبالؒ کے پیش رو اور بزرگ معاصرین میں سے ہیں۔ زیر نظر مضمون سے دونوں بزرگوں کے بہترین تعلقات کا علم ہوتا ہے۔ اقبالؒ خط و کتابت میں اکبر الہ آبادی کو اپنا پیر و مرشد کہتے تھے اور نہایت عزت و احترام کرتے تھے۔ آپ اکبر الہ آبادی سے ملاقات کے لیے تین مرتبہ الہ آباد بھی تشریف لے کر گئے اور تفصیلی ملاقاتیں کیں۔ دونوں شاعروں کے اسلوب اور فن میں نمایاں فرق ہے۔ لیکن توحید، رسالت، فہم قرآن، مسلمانوں میں تعلیم و تعلم کی ضرورت، سائنسی ترقی اور دیگر افکار بالکل ایک جیسے ہیں۔ اکبر الہ آبادی کا کلام ظریفانہ رنگ لیے ہوئے ہے۔ انہوں نے سادہ الفاظ کا استعمال کیا ہے۔ شاعری میں انگریزی الفاظ کی آمیزش اسے عوامی شاعری بنادیتی ہے۔ جبکہ اقبالؒ کی اردو شاعری سنجیدہ اور حکیمانہ ہے، سوائے 1914ء میں انجمن حمایت اسلام لاہور کے انیسویں سالانہ اجلاس میں پڑھے گئے چند ظریفانہ قطعات کے جو

"اکبری اقبال" کے نام سے شائع ہوئے۔ ان میں چند بانگ درا میں شامل ہیں باقی ترک کر دیئے گئے۔ اقبالؒ کے کلام میں فارسی الفاظ کثرت سے موجود ہیں۔

دونوں شعراء نے امت مسلمہ کو بیدار کرنے کے لیے شاعری کا ذریعہ اختیار کیا۔ دونوں بزرگوں کے کلام میں قدر مشترک یہ ہے کہ دونوں کی شاعری میں قرآنی آیات، تلمیحات اور اثرات کثرت سے موجود ہیں۔ دونوں کی شاعری پر اثر اور مقبول ہے۔ دونوں شعراء کے کلام میں موجود قرآنی اثرات کو محکم آیات سے بیان کیا جا سکتا ہے اور سننے والا بھرپور استفادہ کرتا ہے۔ اس سے علم ہوتا ہے کہ دونوں شعراء ہی قرآنی علوم پر دسترس رکھتے تھے۔ اکبر الہ آبادی نے اپنی شاعری میں کئی مقامات پر سرسید احمد خان اور دیگر تجدید پسند مفسرین کا جواب بھی دلائل کے ساتھ دیا ہے۔ اسی طرح اقبالؒ نے بھی قرآن کریم کی من پسند تاویلات کرنے والوں پر سخت تنقید کی ہے۔ دونوں بزرگ قرآن کریم کی محکم آیات پر عمل پیرا ہونے کی تلقین کرتے نظر آتے ہیں۔ بلاشبہ دونوں بزرگوں نے امت مسلمہ پر گہرے اثرات مرتب کیے ہیں۔

حوالاجات

[1]۔ ڈاکٹر غلام مصطفیٰ (م 2005ء) ایک ممتاز روحانی شخصیت، ماہر لسانیات، عالم دین اور مترجم تھے۔ آپ سو 100 سے زائد کتابوں کے مصنف و مترجم ہیں، جن میں اقبالؒ اور قرآن بھی معروف ہے۔ آپ نے علی گڑھ یونیورسٹی سے اپنی تعلیم مکمل کی اور 1947ء میں پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ 1959ء میں ناگ پور یونیورسٹی ہندوستان سے ڈی لٹ کی ڈگری حاصل کی۔ آپ 1936ء تا 1948ء ناگپور یونیورسٹی کے شعبہ اردو سے وابستہ رہے اور بعد ازاں 1976ء تک جامعہ سندھ (پاکستان) میں صدر شعبہ اردو رہے۔ آپ کے شاگردوں میں ابن انشاء، ڈاکٹر جمیل جالبی، ڈاکٹر ابواللیث صدیقی اور ڈاکٹر اسلم فرخی جیسی شخصیات شامل ہیں۔

[2]۔ غلام مصطفےٰ خان، ڈاکٹر، اقبال اور قرآن، اقبال اکادمی لاہور، 1998۔

[3]۔ القران 26: 224,225,226۔

[4]۔ القرآن 26:227۔

[5]۔ مسلم بن حجاج، امام، الجامع الصحیح المسلم، کتاب الفتن، باب من شعر امیہ بن ابی صلت، حدیث 5885.

[6]۔ ترمذی، محمد بن سورہ، السنن جامع ترمذی، کتاب الادب، باب کان رسول اللہ ﷺ یضع، حدیث 2174؛ ابوداؤد، حدیث 5015۔

[7]۔ امیر خسرو (م1325ء) ولد امیر سیف الدین ترک النسل تھے۔ آپ ایک صوفی شاعر، نثر نگار اور موسیقار تھے۔ آپ بہت سی دھنوں کے موجد تھے۔ آپ کے والد سلطان شمس الدین التمش کے دربار میں اہم عہدے پر فائز تھے۔ امیر خسرو کی درباری ملازمت سلطان غیاث الدین بلبن کے دربار سے شروع ہوئی۔ غیاث الدین تغلق تک آپ سات بادشاہوں کے درباروں سے وابستہ رہے۔ آپ معروف صوفی بزرگ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کے مرید صادق تھے۔ آپ نے پانچ تاریخی مثنویاں لکھیں اور پانچ دیوان مرتب کیے۔ نثر میں مرتب کردہ آپ کے پانچ رسائل کو "رسائل الاعجاز" کہا جاتا ہے۔

[8]۔ سید محمد حسینی خواجہ بندہ نواز گیسو دراز (1422ء) سلسلہ چشت سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلویؒ کے سجادہ نشین تھے۔ آپ نے بہت سی کتب لکھیں جن میں قرآن کریم کی تفسیر ملتقاط معروف ہے اس کے علاوہ رسالہ سیرت النبی ﷺ، شرح فصوص الحکم، ترجمہ عوارف المعارف اہم ہیں۔

[9]۔ علامہ محمد اقبالؒ، ملت بیضاء پر ایک عمرانی نظر، مترجم مولانا ظفر علی خان مشمولہ مجلہ رفتار زمانہ لاہور، خصوصی ایڈیشن، 20 ستمبر 1949، ص21۔

[10]۔ محمد عبداللہ قریشی، معاصرین اقبال کی نظر میں، مجلس ترقی ادب لاہور، 1977ء، ص88۔

[11]۔ ایضا، ص93۔

[12]۔ ایضا، ص106۔

[13] ۔ایضا، ص108۔
[14] ۔ایضا، ص109۔
[15] ۔ایضا، ص110۔
[16] ۔اکبر الہ آبادی، سید اکبر حسین، کلیات اکبر الہ آبادی، بزم اکبر کراچی، 1952، حصہ اول، ص112۔
[17] ۔ایضا، ص27۔
[18] ۔ایضا، ص53۔
[19] ۔علامہ محمد اقبال، کلیات اقبال، شیخ بشیر اینڈ سنز لاہور، 1992، ص396۔
[20] ۔اکبر الہ آبادی، کلیات اکبر الہ آبادی، حصہ اول، ص111۔
[21] ۔ایضا، ص139۔
[22] ۔الاحزاب33:21۔
[23] ۔اکبر الہ آبادی، کلیات اکبر الہ آبادی، حصہ اول، ص146۔
[24] ۔آل عمران3:19۔
[25] ۔النساء4:186۔
[26] ۔اکبر الہ آبادی، کلیات اکبر الہ آبادی، حصہ اول، ص150۔
[27] ۔الحجرات49:14۔
[28] ۔الاحزاب33:41۔
[29] ۔اکبر الہ آبادی، کلیات اکبر الہ آبادی، حصہ اول، ص307۔
[30] ۔المزمل73:8۔
[31] ۔الروم30:22۔
[32] ۔اکبر الہ آبادی، کلیات اکبر الہ آبادی، حصہ اول، ص308۔
[33] ۔المائدہ5:03۔
[34] ۔اکبر الہ آبادی، کلیات اکبر الہ آبادی، حصہ اول، ص309۔
[35] ۔البقرہ2:153۔
[36] ۔اکبر الہ آبادی، کلیات اکبر الہ آبادی، حصہ اول، ص310۔
[37] ۔البقرہ2:03۔
[38] ۔اکبر الہ آبادی، کلیات اکبر الہ آبادی، حصہ اول، ص313۔
[39] ۔ایضا، ص334۔
[40] ۔ایضا، ص339۔
[41] ۔الملک67:9،8۔
[42] ۔اکبر الہ آبادی، کلیات اکبر الہ آبادی، حصہ دوم، ص64۔
[43] ۔ایضا، ص144۔
[44] ۔آل عمران3:111۔
[45] ۔اکبر الہ آبادی، کلیات اکبر الہ آبادی، حصہ دوم، ص168۔
[46] ۔آل عمران3:103۔

[47]۔ اکبر الہ آبادی، کلیات اکبر الہ آبادی، حصہ دوم، ص206۔
[48] ۔ آل عمران 73:3۔
[49]۔ اکبر الہ آبادی، کلیات اکبر الہ آبادی، حصہ سوم، ص22۔
[50]۔ ایضا، ص163۔
[51]۔ ایضا، ص170۔
[52]۔ آل عمران 54:3۔
[53]۔ اکبر الہ آبادی، کلیات اکبر الہ آبادی، حصہ اول، حصہ چہارم، ص116۔
[54]۔ ایضا، ص136۔
[55]۔ ایضا، حصہ پنجم، ص129۔
[56]۔ ایضا، ص145۔
[57]۔ق 16:50۔
[58]۔ اکبر الہ آبادی، کلیات اکبر الہ آبادی، حصہ پنجم، ص146۔
[59]۔ علامہ محمد اقبال، کلیات اقبال (اردو)، ص759۔
[60]۔ ایضا، ص27۔
[61]۔ البقرہ 29:2۔
[62]۔ علامہ محمد اقبال، کلیات اقبال (اردو)، ایضا، ص119۔
[63]۔ البینہ 07:98۔
[64]۔ علامہ محمد اقبال، کلیات اقبال (اردو)، ص209۔
[65]۔ ایضا، ص ۲۱۱۔
[66]۔ الفتح 29:48۔
[67]۔ علامہ محمد اقبال، کلیات اقبال (اردو)، ص213۔
[68]۔ ایضا، ص240۔
[69]۔ آل عمران 103:3۔
[70]۔ علامہ محمد اقبال، کلیات اقبال (اردو)،، ص305۔
[71]۔ ایضا، ص306۔
[72]۔ ایضا، ص354۔
[73]۔ ایضا، ص369۔
[74]۔ ایضا، ص396۔
[75]۔ علامہ محمد اقبال، کلیات اقبال (اردو)، ص417۔
[76]۔ ایضا، ص438۔
[77]۔ الاعراف 143:7۔
[78]۔ علامہ محمد اقبال، کلیات اقبال (اردو)، ص447۔
[79] ایضا، ص495۔
[80]۔ الاحزاب 23:33۔

[81]۔ علامہ محمد اقبال، کلیات اقبال (اردو)، ص554۔
[82] ایضا، ص572۔
[83] الانفال8:60۔
[84] علامہ محمد اقبال، کلیات اقبال (اردو)، ص653۔
[85] العنکبوت29:64۔
[86] علامہ محمد اقبال، کلیات اقبال (اردو)، ص753۔
[87] طٰہٰ20:114؛ المومنون23:116۔
[88] آل عمران3:26۔